رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا ہفت روزہ معروف اخبار جسے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا ایک بازو قرار دیا۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

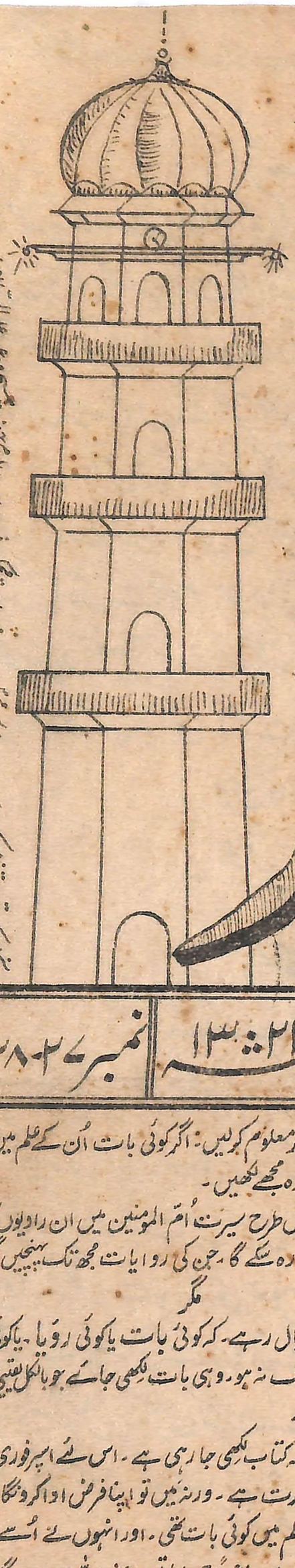

بمقام مرکز و قبلہ گاہ دو ارب احمدیہ مسجد مبارک قادیان دارالامان

سالانہ ۵۰ روپیہ

بدر

قادیان

چہ غم باتو گر آئی چہار در قادیاں بینی
دو ابینی۔ شفا بینی۔ غرض دارالاماں بینی

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

دور جدید

ہفت وار

جلد ۴۷ | مؤرخہ ۲۱-۲۸ جولائی سنہ ۱۹۴۳ء مطابق ۲۱-۲۸ وفاء ھ ۱۳۲۲ | نمبر ۲۷-۲۸

سیرت حضرت اُمّ المومنینؓ کیلئے مواد کی ضرورت!

جیسا کہ احباب کرام کو معلوم ہے۔ مَیں اِس سال حضرت اُمّ المومنین کی سیرت شائع کرنا چاہتا ہوں۔ اور مَیں نے اللہ تعالےٰ کے رحم اور کرم پر بھروسہ کرکے سیرت کا کام شروع کر دیا ہے۔ اگر الٰہی نصرت میرے شاملِ حال رہی۔ تو مَیں توقع رکھتا ہوں۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ سالانہ جلسہ تک سیرت چھپ جائے گی۔ اِس سلسلہ میں مَیں اپنے بھائیوں اور بہنوں سے چند درخواستیں کرنا چاہتا ہوں:۔

(۱) چونکہ مَیں ایک عرصہ سے بیمار ہوں۔ اس لئے وہ اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتے رہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے توفیق دے۔ کہ مَیں اِس کام کو بدرجہ اکمل پورا کر سکوں۔

(۲) جن احباب اور خواتین کی نگاہ میں کوئی امر سیرت میں ملحوظ رکھنے کے قابل ہو۔ خواہ وہ ترتیب سے تعلق رکھتا ہو یا تصنیف سے۔ وہ ازراہِ کرم مجھے اس سے آگاہ فرما دیں۔ تاکہ اسے ملحوظ رکھا جا سکے۔

(۳) جن بھائیوں اور بہنوں کے علم میں حضرت اُمّ المومنین کی سیرت کے سلسلہ میں کوئی ایسی بات ہو جو قابلِ طباعت ہو۔ وہ مجھے لکھکر بھیجدیں مَیں ممنون ہوں گا۔ یہ امور خواہ آپ کی سیرت سے تعلق رکھتے ہوں یا سوانح سے یا آپ کی دعاؤں کی قبولیت یا آپ کے برکات و فیوض سے۔ بہت سے احباب کو اپنے کاروبار کے سلسلہ میں ایسے رویاء دکھائے گئے، جن میں حضرت اُمّ المومنین کی برکات کا اظہار تھا۔ ایسے احباب ایسے رویاء ہی لکھ دیں۔ کسی بہن کے پاس حضرت اُمّ المومنین کا کوئی ایسا خط ہو جس میں کسی دینی۔ اخلاقی روحانی بات پر روشنی پڑتی ہو۔ تو وہ اس کی نقل بھیجکر ممنون فرمائیں۔

حضرت اُمّ المومنین کا وجود سلسلہ کے لئے ایک نہایت بابرکت وجود ہے۔ ان کی سیرت کے لئے مواد جمع کرنے کے لئے مَیں دُور دراز کے علاقوں یا ہر شہر و قصبہ میں نہیں جا سکتا۔ اِس لئے ہر احمدی مرد و عورت کا فرض ہے۔ کہ اگر اس کے علم میں اِس سلسلہ میں کوئی بات ہو۔ تو وہ مجھے لکھکر بھیجدے۔ کیونکہ یہ قومی امانت ہے اور جو شخص اسے چھپاتا ہے۔ وہ ایک پاک فرض کی ادائیگی میں کوتاہی برتتا ہے۔ اور دُنیا کو اس فیض سے محروم کرتا ہے۔ اس لئے احباب اپنے گھروں میں اپنی بیویوں۔ بیٹیوں۔ بہوؤں یا ماؤں۔ بہنوں سے اچھی طرح پُوچھ پُوچھ کر معلوم کر لیں۔ اگر کوئی بات اُن کے علم میں آئے۔ تو وہ مجھے لکھیں۔

اس طرح سیرت اُمّ المومنین میں ان راویوں کا ذکر بھی باقی رہ سکے گا۔ جن کی روایات مجھ تک پہنچیں گی مگر

اِس امر کا خیال رہے۔ کہ کوئی بات یا کوئی رؤیا۔ یا کوئی ذکر۔ مشکوک نہ ہو۔ وہی بات لکھی جائے جو بالکل یقینی اور قطعی ہو۔

چونکہ کتاب لکھی جا رہی ہے۔ اس لئے اس پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ ورنہ مَیں تو اپنا فرض ادا کرونگا۔ اور جن کے علم میں کوئی بات تھی۔ اور انہوں نے اُسے اپنی غفلت سے یا عمداً چھپایا تو وہ عند اللہ جوابدہ ہوگا۔ ہر ایک مشورہ یا واقعہ قابلِ طباعت مجھے اِس پتہ پر بھیج دیا جائے۔ ممنون ہوں گا۔

شیخ محمود احمد عرفانی معرفت جناب سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین۔ الہ دین بلڈنگ سکندر آباد دکن۔

خاندانِ نبوّت میں ولادت باسعادت

یہ خبر نہایت خوشی اور مسرت کیساتھ سُنی جائیگی۔ کہ ۱۱ جولائی سنہ ۴۳ء کی درمیانی شب کو حضرت خان محمد عبد اللہ خانصاحب کے ہاں فرزند ارجمند کی ولادت باسعادت ہوئی۔ عملہ الحکم اس تقریب سعید پر سیدۃ النساء حضرت اُمّ المومنین مدظلہا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز حضرت نواب محمد علی خانصاحب سیدہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔ محترمی خان محمد عبد اللہ خانصاحب اور خاندانِ نبوت کے دیگر افراد کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر چھپکر۔ دفتر الحکم تراب منزل قادیان سے شائع ہوا)

مدرسہ احمدیہ

احمدیہ مدرسے پر جان بھی کر دو نثار
پاس ہو کچھ بھی اگر احمد کے ارشادات کا

دین ہے جس کا سلامت اسکی دنیا بھی درست
قرنِ اوّل شاہد صادق ہے میری بات کا

متقی کے رزق کا اللہ ہوتا ہے کفیل
فکر کیوں ہے طالبانِ علم کی اوقات کا

آریوں عیسائیوں کے اعتراضوں کا جواب!
چاہتے ہیں علم کچھ قرآن کی آیات کا

علمِ دیں حاصل کرو تا ہو سکے کچھ انتظام
اے مرے پیارے رفیقو! بندشِ آفات کا

دیکھنا ہونے نہ دینا دین کی قطع و برید
ہم نے مانا یہ زمانہ بھی ہے اصلاحات کا

علم کی کیا قدر ہے معلوم ہو جاتی تمہیں!
پڑھ لیا ہوتا جو بابُ العلم ہی مشکوٰۃ کا

کچھ پتہ چلتا نہیں دیں سے یہ غفلت کیشیاں
شوق ہے دل میں مگر ہر امر واہیات کا

مال و دولت پر بڑا ہی ناز ہے اغیار کو
ہے بھروسہ ہمکو مولیٰ ایک تیری ذات کا

دین کا خادم بنا دے دین کا شیدا بنا
جوش ہو ہر وقت دل میں تیرے احکامات کا

انصار اللہ!

کام ہے تبلیغ اپنا فکرِ دیں، ذکرِ خدا
درسِ قرآن و احادیثِ محمد مصطفےٰ

اور بدظنی نہ کرنا اپنے بھائی پر کبھی!!!
اتحادِ باہمی۔ جھگڑوں سے بچنا اتقا

پھر خلیفے کی اطاعت میں رہیں سرگرم سب
ان کے ارشادات کی تعمیل ہو صبح و مسا

پھر ہمارا فرض ہے پابندیٔ صوم و صلوٰۃ
اور نوافل بھی بڑی کوشش سے دلائیں ہم بجا

تا ترقیاتِ روحانی کے دروازے کھلیں
روز و شب ہو ذروۂ اعلیٰ پر اپنا ارتقا

حضرتِ خیر الرسلؐ پر بھیجیں کثرت سے درود
جس میں شامل ہو خدا کا وہ مسیح مجتبےٰ

اہلِ حق کی دشمنی کرتے چلے آئے ہیں لوگ
کامیاب ان کے مقابل پر نہیں کوئی ہوا

آگے آگے بڑھتے جائیں اک یقینِ کامل کیساتھ
جنت الماویٰ اسی دنیا میں آجائیگی ہاتھ

(اکمل)

تکیۂ کلام برادرم حکیم دین محمد صاحب (خدا تعالیٰ انکو اپنے حفظ و امان میں رکھے) کی چند ایمان افروز روایات چھپی ہیں۔ اثنائے بیان میں آپنے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تکیۂ کلام "اصل میں بات یہ ہے" تھا۔

میرے نزدیک یہ لفظ تکیۂ کلام بے محل استعمال ہوا ہے۔ تکیۂ کلام تو وہ بے معنی سا فقرہ ہے۔ جو جا و بے جا بعض لوگوں کے منہ سے بے ساختہ نکل جاتا ہے۔ بلکہ کچھ تو اتنی بار ہر جملہ کے پہلے استعمال کرتے ہیں۔ کہ بے اختیار ہنسی آجاتی ہے۔ یقیناً حضورؑ کا ان معنوں میں کوئی تکیۂ کلام نہ تھا۔ آپ کا لفظ لفظ حق و حکمت پر مبنی۔ بر موقعہ۔ بر محل۔ با معنی ہوتا تھا۔ حضور انور کی اکثر تقاریر سننے کی بلکہ قلمبند کرنیکی سعادت مجھے نصیب ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک حضورؑ نے کبھی بڑی تقریر سے پہلے بیٹھے بیٹھے اپنے قریب بیٹھنے والوں سے خطاب کرتے یا گفتگو فرماتے ہوئے کھڑے ہو جاتے اور بلا تکلف و تمہید رسمی تقریر شروع فرما دیتے۔ البتہ حاضرین کو متوجہ کرنے کیلئے کبھی "اب سننا چاہیئے" فرما دیتے۔ اسیطرح اگر کسی اعتراض یا کسی شک کے ازالہ کسی مجلس میں فرمایا تو ممکن ہے۔ یہ سائل کو سمجھانے کیلئے ارشاد کیا ہو۔ "اصل میں بات یہ ہے" پس یہ تکیۂ کلام مروجہ معنوں میں نہ تھا۔ (اکمل عفا اللہ عنہ)

روایاتِ محمود

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

سلسلہ کیلئے دیکھئے

بقیہ قسط سوم

قسط سوم کی مندرجہ ذیل بقیہ روایات درج کیجا رہی ہیں۔ انکے ساتھ ہی ۱۹۰۱ء تک کے واقعات آگئے۔ چوتھی قسط میں وہ روایات شائع ہو رہی ہیں جنمیں خود حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا بھی کسی نہ کسی رنگ میں تعلق ہوا اور انمیں بھی کئی ایسی ہیں جو ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہیں اور دو تین تو غالباً گذر بھی رہی ہیں (خاکسار مرتب)

(۱۲۳) میری نظر آج سے بیس سال پہلے جا پڑی ہے چھوٹی مسجد (مبارک) جسمیں اسوقت چند آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ منارہ کے بنانے کی تجویز دو بیش تھی اور دس ہزار کا حضرت صاحبؑ نے تخمینہ لگایا تھا تاکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی کی تھی وہ اپنے ظاہری لفظوں کے لحاظ سے بھی پوری کر دی جائے۔ اب سوال یہ تھا کہ دس ہزار روپیہ کہاں سے آئے کیونکہ اسوقت جماعت کی حالت زیادہ کمزور تھی۔ اسلئے دس ہزار کو سو سو روپیہ کے حصوں پر تقسیم کیا گیا اور اس فہرست کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے ایسے لوگوں پر بھی سو روپیہ لگایا گیا جنکی حیثیت سو روپیہ ادا کرنیکی نہ تھی۔ اور اسوقت گویا دس ہزار روپیہ کا جمع کرنا ایک امر محال تھا۔ اسوقت بعض لوگوں نے اپنی حیثیت سے بڑھکر چندہ دیا۔ چنانچہ منشی شادی خاں صاحبؓ بھی سو روپیہ غالباً لگا تھا انہوں نے اپنا تمام گھر کا سامان بیچ کر تین سو روپیہ پیش کر دیا۔ اسپر حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا۔ کہ شادی خاں نے صاحبؓ نے وہی نمونہ دکھایا ہے جو حضرت ابو بکرؓ نے دکھایا تھا کہ سوائے خدا کے اپنے گھر میں کچھ نہیں چھوڑا۔ جب میاں شادی خاں نے یہ سنا تو گھر میں جو چار پائیاں موجود تھیں انکو بھی فروخت کر ڈالا اور انکی رقم بھی حضرت کے حضور پیش کر دی۔ مگر باوجود اتنی کوششوں کے یہ روپیہ پورا نہ ہوا مجھکو یاد ہے کہ اس کام کے لئے یا لکھوٹا سے حضرت صاحبؑ نے حکیم حسام الدین صاحبؓ کو جو مرید شاہ صاحب کے لڑکے تھے بلایا کیونکہ انکو عمارت کا مذاق تھا۔ جو بھٹہ تیار کیا گیا اسپر اتنا خرچ آگیا کہ خیال تھا کہ جمع شدہ روپیہ سے صرف بنیادوں سے اوپر تک شاید عمارت بلند ہو سکے۔ اب خیال ہوا کہ کیا کیا جائے حضرت صاحبؑ فرماتے اسی روپیہ میں کام کرو۔ میر صاحب بلند آواز کے آدمی تھے اور حضرت صاحبؑ کے چچیرے بھائی کے دوست تھے بعض اوقات حضرت صاحبؑ نے فرمایا میر صاحب آپ بتلائیں کہ آپکے اندازہ میں کتنا روپیہ درکار ہوگا۔ انہوں نے کہا تیس ہزار۔ اسپر حضرت صاحبؑ نے فرمایا میر صاحب! آپکے اتنے بڑے اندازہ کے تو یہ معنی ہوئے۔ کہ کام کو روک دیا جائے۔ (الفضل جلد ۷ نمبر ۵۵ صفحہ ۵)

(۱۲۴) حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے۔ کہ خدا کے گھر جیسے بڑھتے رہتے ہیں جب قادیان میں مسجد اقصیٰ کے پاس ایک اونچا مکان[1] زور شور سے بننے لگا تو بعض دوستوں کو بہت برا محسوس ہوا۔ اور انہوں نے کہا ایسا مکان مسجد کے پاس نہیں بننا چاہیئے۔ جو اسکی ترقی میں روک ہو۔ اسپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا مسجد خدا کے فضل سے ترقی کریگی اور بڑھ جائیگی اسلئے یہ مکان بھی مسجد کیساتھ شامل ہو جائیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ سننے والے موجود ہیں۔ (الفضل جلد ۱۸ نمبر ۱۲۷ صفحہ ۵)

(۱۲۵) ایک بڑا توحید ڈالنے والا ہندو (لاہور کے کسی دفتر میں ہیڈ کلرک تھا۔ وہ دارالامان کے قریب کسی برات میں آیا تو اس نے حضرت اقدس کا ذکر سنا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ چلو آج مرزا صاحبؑ ایسی توحید الہی کے حلقہ مریدین میں داخل شروع کر دیں اور مجلس میں کرسی ہو جائے۔ اس خیال سے وہ چھوٹی مسجد میں جو ابھی وسیع نہ ہوئی تھی (اور حضرت اقدسؑ بیٹھے معارف سنا رہے تھے۔ کہ وہ چپکا سا اگلی صف پر بیٹھا اور اسنے توحید ڈالنی شروع کر دی۔ مگر حضرت صاحبؑ اپنی باتوں میں مشغول رہے۔ اب اسنے خیال کیا اگر اسکو توجہ کی کچھ واقفیت ہوتی تو چپ ہو کر توحید ڈالنی شروع کرتا۔

[1] یہ مکان کئی سال سے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے خرید لیا ہے۔ اور اسمیں اب صدر انجمن کے کئی ایک دفتر ہیں۔ (مرتب)

روایاتِ محمود

(حضرت امیر المومنین خلیفۃ اللہ ابن بضرۃ العزیز)

قسط چہارم

(مکرر) میری بیعت اور پیدائش قریباً ایک ہی وقت سے چلتی ہے [1] اور جب میں نے ہوش سنبھالا۔ اس وقت کئی سال تبلیغ پر گذر چکے تھے۔ لیکن مجھے اپنے ہوش کے زمانہ میں یہ بات یاد ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب سیر کے لئے نکلتے۔ تو صرف حافظ حامد علی صاحب ساتھ ہوتے۔

(۱۲۶) میرے متعلق آتا ہے۔ کہ ایک رات میں رو رہا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے اٹھالیا۔ اور چپ کرانے کے لئے کہا۔ دیکھو وہ تارا ہے۔ اُس وقت میں نے یہ کہنا شروع کردیا۔ کہ تارا لینا ہے [2] (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۵ء صفحہ ۱۹۶)

(۱۲۷) مجھے بچپن میں بیماری کی وجہ سے افیون دیتے تھے۔ چھ ماہ متواتر دیتے رہے۔ مگر ایکدن نہ دی۔ تو والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ مجھ پر نہ دینے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس پر حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ خدا نے چھڑا دی ہے تو اب نہ دو۔ (منہاج الطالبین صفحہ ۴۷)

(۱۲۸) حضرت مرزا صاحبؑ کا سلوک اپنی اولاد سے ایسا اعلیٰ درجہ کا تھا۔ کہ قطعاً خیال نہیں کیا جاسکتا تھا۔ کہ آپؑ کبھی ناراض بھی ہوسکتے ہیں ہم جب چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے۔ تو یہی سمجھا کرتے تھے۔ کہ حضرت صاحبؑ کبھی غصہ ہوتے ہی نہیں میرے بچپن کا ایک واقعہ ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب جو اسی (شہر سیالکوٹ) کے ایک عالم تھے۔ اور جنہیں پرانے لوگ خوب جانتے ہونگے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے ایکدفعہ مجھے کہا۔ میری پسلی میں درد ہے۔ جہاں ٹکور کی گئی۔ لیکن آرام نہ ہوا۔ آخر دیکھا گیا تو معلوم ہوا۔ کہ آپؑ کی جیب میں اینٹ کا ایک روڑا پڑا تھا۔ جس کی وجہ سے پسلی میں درد ہوگیا۔ پوچھا کہ حضور! یہ کس طرح آپؑ کی جیب میں پڑگیا۔ فرمایا۔ محمود نے مجھے یہ اینٹ کا ٹکڑا دیا تھا۔ کہ سنبھالکر رکھنا۔ میں نے جیب میں ڈال لیا۔ جب مانگیگا۔ دے دونگا۔ مولوی صاحب نے کہا۔ حضور مجھے دیدیجئے میں رکھ چھوڑونگا۔ فرمایا۔ نہیں میں اپنے پاس ہی رکھونگا۔ (تقریر سیالکوٹ ۱۰ر اپریل ۱۹۲۰ء صفحہ ۱۵-۱۶)

(۱۲۹) بچپن میں کبھی والدہ صاحبہ مجھے پتلا دُبلا دیکھکر گھبراتیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے۔ کہ جب اسکو خوشی حاصل ہوگی تو موٹا ہوجاویگا اور مثال کے طور پر خواجہ کمال الدین صاحب کا ذکر فرماتے کہ وکالت کے امتحان کے پاس کرنے سے پہلے یہ بھی پتلے دُبلے ہوتے تھے۔ جس دن کہ وکالت پاس کرلی ہے۔ تو چند دنوں میں ہی موٹے ہوگئے۔ (برکات خلافت صفحہ)

(مکرر) مجھے وہ دن بھی یاد ہیں۔ کہ میں چھوٹا سا تھا حضرت صاحبؑ سیر کو جایا کرتے تھے۔ میں بھی کبھی کبھی اصرار کرتا تو حضرت صاحب مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔ مجھے یاد ہے۔ برسات کا موسم تھا۔ ایک چھوٹے سے گڑھے میں پانی کھڑا تھا۔ میں اُسے چھلانگ نہ سکا۔ تو مجھے خود اُٹھا کے آگے کیا گیا۔ پھر کبھی شیخ حامد علی صاحب اور کبھی حضرت صاحبؑ خود مجھے اٹھالیتے۔ الخ (الفضل جلد ۴ نمبر ۳۵ صفحہ ۶)

(۱۳۰) جب میں پرائمری میں پڑھتا تھا۔ تو مدرّسوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میری شکایت کی۔ کہ یہ کچھ نہیں پڑھتا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس نے کیا نوکری کرنی ہے۔

(۱۳۱) حضرت میر صاحب (نانا جان) مرحوم نے خدا تعالےٰ بڑی بڑی رحمتیں اُن پر نازل کرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایکدفعہ آکر کہا۔ محمود نے تو ابھی تک کچھ سیکھا ہی نہیں۔ اسے کچھ آتا ہی نہیں۔ اُن کی باتیں میں سُن رہا اور کانپ رہا تھا۔ کہ نہ معلوم اب کیا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مولوی صاحب (خلیفہ اوّلؓ) کو بلاؤ۔ جب وہ آئے تو کہا۔ میر صاحب یوں کہتے ہیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے فرمایا۔ میں نے امتحان لیا تھا۔ اتنا بُرا تو نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اچھا ہم خود امتحان لیتے۔ اِس پر آپؑ نے ایک فقرہ لکھکر فرمایا۔ یہ لکھو۔ میں نے وہ لکھ دیا۔ اسے دیکھکر فرمانے لگے یہ خوب لکھ سکتا ہے۔ اُس وقت میں ساتویں یا آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ مگر آپؑ نے میرا یہ امتحان لیا۔ کہ ایک فقرہ نقل کرایا۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۰ء صفحہ ۳۰)

(۱۳۲) میں ابتدائی ایام سے بندوق چلانیکا شائق رہا ہوں۔ بچپن میں ہی مجھے شکار کھیلنے کا شوق تھا میں شکار مار کر خود نہ کھاتا تھا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لاکر دیدیتا تھا۔ آپؑ چونکہ دماغی کام کرتے تھے اسلئے شکار کا گوشت آپؑ کے لئے مفید ہوتا۔ اور آپؑ اسے پسند بھی فرماتے تھے۔ اُس وقت مجھے اتنی مشق تھی۔ کہ میں پانچ چھ چھرّے لیجاتا اور ہوائی بندوق سے چار پانچ پرندے مار لاتا۔ حالانکہ وہ بندوق بھی معمولی قسم کی ہوائی بندوق ہوتی تھی۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۲ء صفحہ ۸۰)

(۱۳۳) مجھے اپنے بچپن کی بات یاد ہے کہ ہماری والدہ صاحبہ کبھی ناراض ہوکر فرمایا کرتیں۔ کہ اس کا سر بہت چھوٹا ہے۔ تو مجھے یاد ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ کوئی بات نہیں۔ لاٹیکین جو بہت مشہور وکیل تھا۔ اس کا سر بھی بہت چھوٹا سا تھا۔ (الفضل جلد ۲۲ نمبر ۱۳۰ صفحہ ۲)

(۱۳۴) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی دوسروں کو دُعا کے لئے کہا کرتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات بچوں کو بھی دُعا کی تحریک کرتے تھے۔ مجھ سے بھی آپؑ کئی مواقع پر دُعا کے لئے کہا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے۔ ایکدفعہ آپؑ نے مجھے دُعا کیلئے فرمایا۔ اُس وقت میری عمر ۹ سال کی تھی۔

اس کے علاوہ ایک بات اور بھی ہے۔ کہ جہاں روحانی عالم میں طاقتور کی دُعا اسلئے سنی جاتی ہے کہ وہ مقبول ہے۔ وہاں کمزور کی اسلئے سُنی جاتی ہے۔ کہ وہ رحم کا زیادہ مستحق ہے۔ بعض مواقع پر اللہ تعالےٰ کی رحمت کمزور کی دُعا زیادہ جلدی قبول کرلیتی ہے۔ (الفضل جلد ۲۲ نمبر ۱۳۱ صفحہ ۵)

(۱۳۵) مجھے یاد ہے۔ جب میں مدرسہ میں پڑھا کرتا تھا تو پُرانے دستور کے مطابق پاجامہ پہنا کرتا تھا۔ جو شلوار کے رواج سے پہلے عام طور پر سکولوں میں رائج تھا۔ جو شرعی پاجامہ کہلاتا تھا۔ وہ اُوپر سے کھُلا اور نیچے سے تنگ ہوتا ہے۔ لیکن وہ اُوپر اور نیچے سے برابر پتلون نما ہوتا تھا۔ اور وُہی عموماً میں پہنا کرتا تھا۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھ کر فرمایا کرتے تھے "یہ پاجامہ کیا ہے۔ جیسے بندوق کا بُگھہ (تھیلا) ہوتا ہے"۔ اب تو بندوقیں بھی پُرانے طرز کی نہیں رہیں اور نہ ویسے تھیلے ہوتے ہیں۔ مگر پہلے اِس قسم کے ہوا کرتے تھے۔ بعض لڑکوں نے مجھے کہا۔ میں شلوار پہنا کروں۔ چنانچہ میں نے شلوار بنوائی۔ مجھے خوب یاد ہے۔ جب پہن کر میں گھر سے باہر آیا۔ تو میں نہیں سمجھتا۔ کوئی چور یا ڈاکو بھی واردات کرکے اتنی ندامت اور شرمندگی محسوس کرتا ہوگا۔ جتنی اس وقت شلوار پہننے سے محسوس ہوئی۔ میں آنکھیں نیچی کئے ہوئے بمشکل اُس مکان تک جو پہلے شفاخانہ تھا اور جس میں اس وقت ڈاکٹر عبداللہ صاحب بیٹھا کرتے تھے [1]۔ آیا بھائی عبدالرحیم صاحب اور بعض دُوسرے استادوں نے اس بات کی تائید بھی کی۔ کہ شلوار اچھی لگتی ہے۔ مگر مجھے اتنی شرم آئی۔ کہ واپس جاکر میں نے اُسے اتار دیا۔ اب میں شلوار پہنتا ہوں۔ مگر اس کی عادت آہستہ آہستہ ہوئی ہے۔ (الفضل جلد ۱۲ نمبر ۱۱۶ صفحہ ۵)

(۱۳۶) میرے نزدیک اُن ماں باپ سے بڑھکر اولاد کا کوئی دشمن نہیں۔ جو بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے۔ مجھے اپنا ایک واقعہ یاد ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحبؑ کچھ بیمار تھے۔ اس لئے جمعہ کیلئے مسجد میں نہ جاسکے۔ میں اُس وقت بالغ نہیں تھا۔ کہ بلوغت والے احکام مجھ پر جاری ہوں۔ تاہم میں جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد کو آرہا تھا۔ کہ ایک شخص مجھے ملا۔ اُس وقت عمر کے لحاظ سے تو مشکل۔ اس وقت یاد نہیں رہ سکتی۔ مگر اس واقعہ کا اثر مجھ پر ایسا ہوا۔ کہ اب تک مجھے اُس شخص کی صورت یاد ہے۔ محمد بخش ان کا نام ہے۔ وہ اب

---

[1] حضور انور کی تاریخ پیدائش ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء قادیان اور بیعت اولیٰ کی تاریخ ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء بمقام لدھیانہ۔

[2] یہ لدھیانہ کا واقعہ ہے۔ (خاکسار مرتب)

[1] جہاں اب بکڈپو ہے۔ (مرتب)

قادیان میں ہی رہتے ہیں[1]۔ مَیں نے اُن سے پُوچھا آپ واپس آرہے ہیں۔ کیا نماز ہوگئی ہے؟ انہوں نے کہا۔ آدمی بہت ہیں۔ مسجد میں جگہ نہیں تھی۔ مَیں واپس آگیا۔ مَیں بھی یہ جواب سُنکر واپس آگیا۔ اور گھر میں آکر نماز پڑھ لی۔ حضرت صاحبؑ نے یہ دیکھ کر مجھ سے پوچھا۔ کہ مسجد میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے؟

خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ مَیں بچپن سے ہی حضرت صاحبؑ کا ادب اُن کے نبی ہونیکی حیثیت سے کرتا تھا۔ مَیں نے دیکھا۔ آپؑ کے پُوچھنے میں ایک سختی تھی۔ اور آپؑ کے چہرہ سے غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ آپؑ کے اِس رنگ میں پوچھنے کا مجھ پر بہت ہی اثر ہُوا۔ جواب میں مَیں نے کہا۔ کہ مَیں گیا تو تھا۔ لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آگیا۔ آپؑ یہ سُنکر خموش ہوگئے۔ لیکن اب جس وقت جمعہ پڑھکر مولوی عبدالکریم صاحب آپؑ کی طبیعت کا حال پُوچھنے کے لئے آئے۔ تو سب سے پہلی بات جو حضرت مسیح موعودؑ نے آپ سے دریافت کی وہ یہ تھی۔ کیا آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے؟ اُس وقت میرے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ کیونکہ مَیں خود تو مسجد میں گیا نہیں تھا۔ معلوم نہیں بتانے والے کو غلطی لگی یا مجھے اس کی بات سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ مَیں اُن کی بات سے یہ سمجھا تھا۔ کہ مسجد میں جگہ نہیں۔ مجھے فکر یہ ہوئی۔ کہ اگر مجھے غلط فہمی ہوئی ہے یا بتانے والے کو ہوئی ہے۔ دونو صورتوں میں الزام مجھ پر آئے گا۔ کہ مَیں نے جھوٹ بولا۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے جواب دیا۔ ہاں حضور آج واقعہ میں بہت لوگ تھے۔ مَیں اب بھی نہیں جانتا۔ کہ اصلیت کیا تھی۔ خدا نے میری برأت کے لئے یہ سامان کر دیا۔ کہ مولوی صاحب کی زبان سے ہی اس کی تصدیق کرا دی۔ یا فی الواقعہ غیر معمولی طور پر زیادہ لوگ آئے تھے۔ بہرحال یہ واقعہ ہُوا ہے۔ جس کا آج تک میرے قلب پر ایک گہرا اثر ہے۔ اِس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو نماز باجماعت کا کتنا خیال رہتا تھا۔

(الفضل جلد ۱۲۔ نمبر ۹ ۱۳ صفحہ)

(۱۳۷) یہی نبوت کا مسئلہ ہے اس کے متعلق ایک خاص واقعہ مجھے یاد ہے۔ میری عمر جب ۹ یا ۱۰ برس کی تھی۔ مَیں اور ایک اور طالب علم ہمارے گھر میں کھیل رہے تھے۔ کہ وہیں ایک الماری میں ایک کتاب پڑی تھی۔ جس پر نیلا جزدان تھا۔ وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔ نئے نئے ہم پڑھنے لگے تھے۔ اِس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا تھا۔ کہ اب جبرائیل نازل نہیں ہوتا۔ مَیں نے کہا۔ یہ غلط ہے۔ میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے۔ مگر اُس لڑکے نے کہا کہ جبرائیل نہیں آتا۔ کیونکہ اس کتاب میں لکھا ہے۔ ہم میں بحث ہوگئی۔ آخر ہم دونو حضرت صاحبؑ کے پاس گئے۔ اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا۔ آپؑ نے فرمایا۔ کتاب میں غلط لکھا ہے۔ جبرائیل اب بھی آتا ہے۔ اُس وقت اِس بات کی ہمیں کوئی قدر نہ تھی۔ یہ بات گویا کھیل ہی تھی۔ اور مَیں اُس وقت یہ بھی نہ جانتا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعوےٰ کیا ہے۔ مگر اب یہ بات سمجھ میں آئی۔ اور ہم اس سے استدلال کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت ابن عباسؓ جو صغر سنی کی احادیث بیان کرتے ہیں۔ وہ بچے تھے۔ اُنہوں نے بچپن میں سُنیں اور جوانی میں اُن کی سمجھ میں آئیں۔ پس وہ باتیں جو اب سُنی جائیں گی۔ وہ خواہ اس وقت سمجھ میں نہ آئیں۔ تاہم بڑے ہوکر کام دینگی۔ (الفضل جلد ۹ نمبر ۷۹ صفحہ)

(۱۳۸) مَیں تو وہ انسان ہوں۔ کہ بچپن میں اپنی ذاتی ضروریات کے لئے مَیں نے کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی کچھ نہیں مانگا۔ مجھے جب کوئی ضرورت پیش آتی۔ مَیں خاموش ہو جایا کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سمجھ جاتے کہ اسے کوئی ضرورت ہے۔ چنانچہ آپؑ ہماری والدہ صاحبہ سے کہتے۔ کہ اس کو کوئی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ پتہ لو یہ کیا چاہتا ہے۔ (الفضل جلد ۲۳ نمبر ۲۱ صفحہ)

(۱۳۹) مَیں جب چھوٹا سا تھا۔ تو باوجود اسکے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے تھا۔ اور خدا تعالےٰ اپنے برگزیدہ بندوں کی اولاد کو خود علم سکھاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ظاہری سادگی کو دیکھکر مَیں خیال کرتا تھا۔ کہ اگر کوئی اعتراض کرے تو آپؑ کیا جواب دینگے۔ مگر جب کوئی اعتراض آپؑ کے سامنے پیش کیا جاتا اور آپؑ اس کا جواب دیتے تو یُوں معلوم ہوتا۔ کہ اس سے بہتر جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سادگی کو دیکھکر آپؑ کو پاگل کہتے۔ مگر آپؑ کی وہی مثل تھی جو غالب کے اِس شعر میں پائی جاتی ہے کہ ؎

سادگی و پُرکاری بیخودی و ہوشیاری
حُسن کو تفاضل میں جرأت آزما پایا

خدا تعالےٰ نے چونکہ ان سے کام لینا ہوتا ہے۔ اس لئے ایک طرف ان میں کمال سادگی پائی جاتی ہے۔ اور دوسری طرف کمال ہوشیاری۔ پھر جب اللہ تعالیٰ ان سے کام لیتا ہے تو ان کی ہوشیاری ظاہر ہوتی ہے۔

(الفضل جلد ۲۲ نمبر ۶۵ صفحہ)

(۱۴۰) جنہوں نے یہ کہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (سحری کے بعد) اذان پر کھانا چھوڑ دیتے تھے۔ اگرچہ مَیں اُسوقت بچہ تھا۔ لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ ایکدفعہ کسی نے اذان قبل از وقت دیدی تو آپؑ نے اس کے بعد خود بھی کھایا۔ گھر میں سب کو کھلایا۔ اور فرمایا۔ کہ باہر بھی کہلا دو کہ اذان پہلے ہوگئی ہے۔ ابھی کھانے کا وقت ہے۔ اگر یہ صحیح ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اذان سُنکر کھانا پینا چھوڑ دینا ضروری سمجھتے تھے۔ تو اس سنت پر عمل کرنے کے لئے ضروری ہوگا کہ اگر کوئی بے وقوف تین بجے ہی اذان دیدے تو سب لوگ کھانا پینا چھوڑ دیں۔ مگر اس کی اذان کا تعلق نہیں۔ سحری ختم ہونے کا تعلق بیّن سے ہے۔

(الفضل جلد ۱۸ نمبر ۸۸ صفحہ)

(۱۴۱) خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو (دوسری) شادی سے پیشتر اس شادی کے بابرکت ہونیکی اطلاع الہام کے ذریعہ دی۔ اس خاندان کے بابرکت ہونیکی خبر دی۔ اور پھر فرمایا یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ۔ یہ شادی کی طرف ہی اشارہ تھا۔ اس میں بتایا گیا۔ کہ جیسے اس آدمؑ کے لئے جنت تھی۔ اسی طرح تیرے لئے بھی جنت ہے۔ مگر اُس حوّا نے تو آدمؑ کو جنت سے نکلوایا۔ لیکن یہ حوّا جنت کا موجب ہوگی۔

مجھے خوب یاد ہے۔ اُسوقت تو بُرا محسوس ہوتا تھا۔ لیکن اب اپنے زائد علم کے ماتحت اس سے مزا آتا ہے۔ اُس وقت میری عمر بہت چھوٹی تھی۔ مگر یہ خدا کا فضل تھا۔ کہ باوجود یکہ لکھنے پڑھنے کی طرف توجہ نہ تھی جب سے ہوش سنبھالا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کامل یقین اور ایمان تھا۔ اگر اُس وقت والدہ صاحبہ کوئی ایسی بات کرتیں جو میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے شایاں نہ ہوتی۔ تو مَیں یہ نہ دیکھتا کہ ان کا میاں بیوی کا تعلق ہے۔ اور میرا ان کا ماں بچہ کا تعلق ہے۔ بلکہ میرے سامنے پیر اور مرشد کا تعلق ہوتا۔ حالانکہ مَیں کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ نہ مانگتا تھا۔ والدہ صاحبہ ہی میری تمام ضروریات کا خیال رکھتی تھیں۔ باوجود اسکے والدہ صاحبہ کی طرف سے اگر کوئی بات ہوتی تو مجھے گراں گذرتی۔ مثلاً خدا کے کسی فضل کا ذکر ہوتا۔ تو والدہ صاحبہ کہتیں۔ میرے آنے پر ہی خدا کی یہ برکت نازل ہوئی ہے۔ اِس قسم کا فقرہ مَیں نے والدہ صاحبہ کے مُنہ سے کم از کم سات آٹھ دفعہ سُنا۔ اور جب بھی سُنتا۔ گراں گذرتا۔ مَیں اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی سمجھتا لیکن اب درست معلوم ہوتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس فقرہ سے لذت پاتے تھے۔ کیونکہ وہ برکت اسی الہام کے ماتحت ہوئی۔ کہ یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ۔ پہلا آدمؑ تو نکاح کے بعد جنت سے نکالا گیا۔ لیکن اِس زمانہ کے آدمؑ کے لئے نکاح جنت کا موجب بنایا گیا۔ چنانچہ نکاح کے بعد ہی آپؑ کی ماموریت کا سلسلہ جاری ہُوا۔ خدا تعالیٰ نے بڑی بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں کرائیں اور آپؑ کے ذریعہ دُنیا میں نور نازل کیا۔ اور اس طرح آپؑ کی جنت وسیع ہوتی گئی۔ (الفضل جلد ۱۷ نمبر ۶۹ صفحہ)

(۱۴۲) مَیں جب طالب علم تھا اور سکول میں پڑھا کرتا تھا۔ تو مَیں نے ایک طالب علم کو ایکدفعہ دیکھا۔ کہ وہ بڑے زور شور سے ریوڑیاں کھا رہا ہے۔ ریوڑیاں تو لوگ کھایا ہی کرتے ہیں۔ مگر اُس کے کھانیکا طریق ایسا تھا۔ جس میں شدید حرص پائی جاتی تھی۔ مَیں نے اُنہیں کہا۔ کہ معلوم ہوتا ہے آپ کے دل میں ریوڑیوں کی بہت خواہش پائی جاتی ہے۔ وہ کہنے لگے ہاں! خواہش کیوں نہ ہو۔ مَیں نے سُنا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ریوڑیوں کو بہت پسند فرمایا کرتے ہیں۔ مَیں نے کہا۔ حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) تو کوئین بھی کھایا کرتے ہیں اور چرائتہ وغیرہ کے مرکبات بھی استعمال کر لیا کرتے ہیں۔ آپ وہ کیوں نہیں کھاتے۔ وہ کہنے لگے۔ یہ چیزیں تو کڑوی

---

[1] یہ مولوی محمد حسین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے والد صاحب تھے۔ جو اب فوت ہو چکے ہیں۔ (خاکسار مرتب)

ہو گئیں۔ مَیں نے کہا۔ بس ٹھیک ہے۔ آپ کی مثال تو وہی کہ کڑوا کڑوا تھو تھو اور میٹھا میٹھا ہپ۔

(الفضل جلد ۲۶ نمبر ۲۹ صـ۷)

(۱۴۳) مَیں ٹوپی پہنا کرتا تھا لیکن حضرت مسیح موعودؑ ٹوپی کو پسند نہیں فرمایا کرتے تھے مجھے خوب یاد ہے۔ کہ ایک دفعہ عید کے دن مَیں نے ٹوپی پہنی۔ تو آپؑ نے مجھے دیکھکر فرمایا۔ مَیں! تم نے عید کے دن بھی ٹوپی پہنی ہوئی ہے۔ مَیں نے اسی وقت جاکر ٹوپی اتار دی اور پگڑی باندھ لی۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد مَیں نے بالکل ٹوپی کا استعمال ترک کر دیا۔ (برکات خلافت صـ۶۹)

(۱۴۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام مُنگلیاں پھیرا کرتے تھے۔ ایک دوست کے پاس اب بھی موجود ہے۔ اور ایک ہمارے گھر میں ہے۔ مَینے خود بھی مُنگلیاں خریدیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کو پتہ لگا۔ تو آپؑ نے فرمایا مجھے دکھاؤ۔ پہلے تو مَیں ڈرا۔ کہ شاید ناراض ہوں۔ مگر جب لیکر گیا۔ تو دیکھ کر فرمانے لگے۔ ہلکی ہیں۔ مَیں یہ نہیں پھیر سکتا۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۹ء صـ۹۹)

(۱۴۵) میں نے کئی دفعہ سُنایا ہے کہ ٹیپو سُلطان سے انگریزوں کو اس قدر بُغض اِس وجہ سے ہے۔ کہ وہ ہندوستان میں اسلامی حکومت کے لئے اِن کے وجود کو خطرہ سمجھتا تھا۔ اور شائد قریبی زمانہ میں مَیں نے یہ بھی بتایا تھا کہ اس بادشاہ کا ادب مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہی سیکھا ہے۔

مَیں نے بچپن میں ایک دفعہ جب ایک کُتے کو ٹیپو ٹیپو کہکر پکارا۔ تو آپؑ نے مجھے سختی سے روکا اور فرمایا۔ کہ وہ ایک باغیرت مسلمان بادشاہ تھا تم ایک کُتے کو اس کے نام سے کیوں پکارتے ہو۔

(الفضل جلد ۲۳ نمبر ۲۸۷ صـ۸)

(۱۴۶) اس کے بعد ۱۹۰۶ء آیا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بیمار ہوئے۔ میری عمر ستّرہ سال کی تھی۔ اور ابھی کھیل کود کا زمانہ تھا۔ مولوی صاحبؓ بیمار تھے اور ہم سارا دن کھیل کود میں مشغول رہتے تھے۔ ایکدفعہ یخنی لیکر مَیں مولوی صاحب کے لئے گیا تھا۔ اسکے سوا یاد نہیں کہ کبھی پُوچھنے بھی گیا ہوں۔ اس زمانہ کے خیالات کے مطابق یقین کرتا تھا۔ کہ مولوی صاحب فوت نہیں ہو سکتے وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد فوت ہونگے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی طبیعت تیز تھی۔ ایک دو سبق ان کے پاس الف لیلہ کے پڑھے۔ پھر چھوڑ دیئے۔ اس سے زائد ان سے تعلق نہ تھا۔

ہاں ان دنوں میں بحثیں خوب ہوا کرتی تھیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دایاں فرشتہ کونسا ہے اور بایاں کونسا بعض کہتے۔ مولوی عبدالکریم صاحب دائیں ہیں۔ بعض حضرت استاذی المکرم خلیفہ اوّلؓ کی نسبت کہتے۔ کہ وہ دائیں فرشتے ہیں۔ علموں اور کاموں کا موازنہ کرنے کی اُس وقت طاقت نہ تھی۔ اس لئے مَیں سمجھتا ہوں کہ اس محبت کی وجہ سے جو حضرت خلیفہ اوّل مجھ سے کیا کرتے تھے۔ مَیں نورالدینوں میں سے تھا۔ ہم نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی دریافت کیا اور آپؑ نے ہمارے خیال کی تصدیق کی۔

غرض مولوی عبدالکریم صاحب سے کوئی زیادہ تعلق مجھے نہیں تھا۔ سوائے اس کے کہ مَیں اُن کے پُرزور خطبوں کا مدّاح تھا۔ اور ان کی محبت مسیح موعودؑ کا معتقد تھا۔ مگر جونہی اُن کی وفات کی خبر مَیں نے سُنی میری حالت میں ایک تغیر پیدا ہو گیا۔ وہ آواز ایک بجلی تھی جو میرے جسم کے اندر سے گذر گئی۔ جس وقت مَیں نے آپ کی وفات کی خبر سُنی۔ مجھ میں برداشت کی طاقت نہ رہی۔ دوڑ کر اپنے کمرہ میں گھس گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ پھر ایک بے جان لاش کی طرح چارپائی پر گر گیا۔ اور میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ وہ آنسو نہ تھے ایک دریا تھا۔ دُنیا کی بے ثباتی۔ مولوی صاحبؓ کی محبت مسیحؑ اور خدمتِ مسیحؑ کے نظارے آنکھوں کے سامنے پھرتے تھے۔ دل میں بار بار خیال آتا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کاموں میں بہت سا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اب آپؑ کو بہت تکلیف ہوگی۔ اور پھر خیالات پر ایک پردہ پڑ جاتا تھا۔ اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہنے لگتا تھا۔ اُس دن نہ مَیں کھانا کھا سکا۔ نہ میرے آنسو تھمتے حتیٰ کہ میری لاابالی طبیعت کو دیکھتے ہوئے میری اس حالت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی تعجب ہوا آپؑ نے حیرت سے فرمایا کہ:۔

محمود کو کیا ہو گیا ہے۔ اس کو تو مولوی صاحب سے کوئی ایسا تعلق نہ تھا۔ یہ تو بیمار ہو جائے گا۔

(الحکم جوبلی نمبر صـ۱۰ و صـ۱۱)

(۱۴۷) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ کسی مجلس میں بیان فرمایا۔ کہ انسان اگر تقوے سے کام لے۔ تو چاہے سَو شادیاں کرے۔ یہ بات سلسلہ کے اخباروں میں سے ایک میں شائع ہوئی جس پر یہ چرچا شروع ہو گیا۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب یہی ہے۔ کہ چار کی حد نہیں۔ شادیاں کوئی جتنی چاہے کرلے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے اس بحث اور جھگڑے کو جو باہر ہوتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچایا اور پوچھا۔ اس سے آپؑ کا کیا مطلب تھا۔ آپؑ نے فرمایا میرا مطلب یہ تھا۔ کہ اگر بیوی مرجائے۔ یا کسی وجہ سے طلاق دی جائے تو انسان اس کی بجائے اور شادی کر سکتا ہے اس طرح خواہ سَو شادیاں کرے۔ اس سے آپؑ نے اس خیال کی تردید فرمائی۔ جو بعض مذاہب نے پیش کیا ہے۔ کہ عمر بھر دوسری شادی نہ کرنی چاہیئے۔ (الفضل جلد ۸ نمبر ۹۱ صـ۵)

(۱۴۸) حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا اعتقاد ایک عرصہ تک یہی تھا۔ کہ چار سے زیادہ شادیاں جائز نہیں اُن دنوں چونکہ چھوٹی سی جماعت تھی۔ اور دوست اکثر باہم ملتے تھے۔ ایسے مسائل پر بڑی لمبی بحثیں ہوتی رہتی تھیں۔ انہی دنوں ایک زمانہ میں یہ مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ چار بیویوں کی حد بندی شریعت سے ثابت نہیں۔ اور ابوداؤد کی ایک روایت بھی پیش کی جس میں لکھا تھا۔ کہ حضرت امام حسنؓ کے اٹھارہ یا انیس[1] نکاح ہوئے۔ اسی مجلس میں کسی نے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عقیدہ نہیں اس پر حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے یہ خیال کیا۔ ممکن ہے آپؑ کے پاس یہ معاملہ پوری طرح پیش نہ کیا گیا ہو۔ اسلئے کسی سے کہا۔ یہ کتاب لیجاؤ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ حوالہ دکھاؤ۔ کتاب لانیوالا راستہ میں مجھے بھی ملا۔ وہ بغل میں کتاب دبائے نہایت شوق سے جا رہا تھا۔ مَیں نے دریافت کیا۔ کیا بات ہے؟ اس نے بتایا حضرت مولوی صاحبؓ نے یہ حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھانے کے لئے بھیجا ہے۔

مَیں بھی جواب کے شوق میں اس کی واپسی کا منتظر رہا وہ تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا۔ مَیں نے دیکھا جاتے وقت تو وہ بہت خوش خوش گیا تھا۔ مگر واپس آتے وقت سر جھکائے آ رہا تھا۔ مَیں نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو اُس نے بتایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ مولوی صاحب سے جاکر پوچھو۔ کہاں لکھا ہے کہ یہ ساری بیویاں ایک ہی وقت میں تھیں۔

(الفضل جلد ۱۸ نمبر ۹۱ صـ۵)

(۱۴۹) مَینے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ آپؑ جنگل میں تنہا چلے جایا کرتے تھے۔ اِس بات کا علم اکثر لوگوں کو نہیں ہے۔ مگر آپؑ اُس راستہ سے جو میاں بشیر احمد (صاحب) کے مکان کے پاس سے گذرتا ہے دس بجے کے قریب سیر کو جایا کرتے تھے۔ ایکدن جو آپؑ جانے لگے تو مَیں بھی آپؑ کیساتھ چل پڑا۔ تھوڑی دُور چلے تو واپس لَوٹ آئے۔ اور مسکرا کر فرمانے لگے۔ پہلے تم جانا چاہتے ہو تو ہو آؤ۔ مَیں بعد میں جاؤنگا۔ اس سے مَیں سمجھ گیا کہ آپؑ اکیلے جانا چاہتے ہیں مَیں واپس آ گیا۔ (الفضل جلد ۴ نمبر ۱۸ صـ۱)

(۱۵۰) جو شخص اصرار کیساتھ دُعا مانگتا ہے۔ اسکو ملتا ہے۔ پس اصرار ایک ایسی چیز ہے جو دُعا کیلئے ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ گداگر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک نرگدا۔ اور دوسرے خرگدا۔ نرگدا وہ ہوتا ہے۔ جو کسی کے دروازہ پر جاکر آواز دیتا ہے۔ کچھ دو۔ اگر کسی نے کچھ ڈال دیا تو لے لیا۔ نہیں تو دو تین آوازیں دیکر آگے چلے گئے۔ مگر خرگدا وہ ہوتا ہے کہ جبتک نہ لے ٹلتا نہیں اس قسم کے گداگر لئے بغیر پیچھا ہی نہیں چھوڑتے۔ اور ایسے گداگر بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھی ایک شخص آکر بیٹھتا تھا۔ وہ نہیں اُٹھتا تھا جبتک کچھ لے نہ لیتا تھا۔ وہ بیٹھا رہتا تھا جب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر نہ نکلتے اور اسے کچھ دے نہ دیتے۔ پھر بعض دفعہ وہ رقم مقرر کر دیتا کہ اتنی رقم لینی ہے اور اگر حضرت صاحبؑ اس سے کم دیتے تو وہ اسے ہرگز نہ لیتا کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مہمان اسے اتنی رقم پوری کر دیتے تھے کہ چلا جائے۔ ہمنے دیکھا ہے۔ اگر اسکے مُنہ سے کوئی رقم نکل گئی کہ یہ لینی ہے اور وہ پوری نہ ہو۔ تو وہ جاتا نہیں تھا۔ جبتک رقم پوری نہ کر دی جاتی۔ اور اگر حضرت صاحبؑ بیمار ہوتے تو تب تک نہ جاتا۔ جبتک صحت یاب ہو کر آپؑ باہر تشریف نہ لاتے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے۔ دُعا کی قبولیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان خرگدا بنے۔ اور مانگتا چلا جائے اور خدا کے حضور دُہونی رُما کے بیٹھ جائے اور ٹلے نہیں۔ جب تک کہ خدا کا فعل یہ ثابت نہ کر دے۔ کہ اب اس کے متعلق دُعا نہ کی جائے۔

(الفضل جلد ۴ نمبر ۲ صـ۵)

خاکسار جامع و مرتب روایات صحابہؓ۔ ملک فضل حسین کارکن ضیفہ تالیف و تصنیف قادیان

---

[1] ترکی ٹوپی۔ (مرتب)

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شایع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کر دیں
(سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیتیں

نمبر ۶۶۹۵۔ منکہ صادقہ ثریا۔ زوجہ مولوی سراج الدین صاحب قوم رتڑ راجپوت۔ عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ناصر آباد۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) حق مہر مبلغ تین صد روپیہ بذمہ خاوند۔ (۲) کانٹے طلائی وزن قریباً سات ماشے۔ قیمت ۴۳ روپے آٹھ آنے۔ سوئی طلائی وزن قریباً سات ماشے۔ قیمت ۴۳ روپے آٹھ آنے۔ انگشتری طلائی چار ماشے۔ قیمت ۲۵ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا منقولہ جائداد اور حق مہر کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اسکے علاوہ اگر میری وفات پر میری کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ۔ صادقہ ثریا۔ گواہ شد۔ محمد عبداللطیف مہاجر قادیان۔ گواہ شد۔ سعید احمد احمدی محلہ ناصر آباد۔

نمبر ۶۷۲۵۔ منکہ نور الحق انور ولد میاں علی محمد صاحب قوم زمیندار (براہ) پیشہ ملازمت۔ عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دار الامان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ ماہ ہجرت ۱۳۲۲ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اسوقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ ۴۷/- روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جسقدر جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ العبد۔ نور الحق انور ساکن قادیان حال وارد فیروز پور شہر۔ ۹ ۵/۲۲۔ گواہ شد۔ محمد جمیل خان محاسب جماعت احمدیہ فیروز پور۔ گواہ شد۔ حشمت علی فیروز شہر ملتانی گیٹ۔ ۹ ۵/۲۲

نمبر ۶۷۴۳۔ منکہ عبدالمنان ولد چوہدری عبدالرحمن خاں۔ قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر اٹھائیس سال۔ تاریخ بیعت۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن کریام۔ ڈاکخانہ کریام ضلع جالندہر۔ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ اپریل ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ -/۱۳۸ (ایک سو اڑتیس) روپے بصیغہ ملازمت ہے۔ اس آمدنی کے علاوہ اس وقت میری اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اگر اس کے علاوہ آئندہ کوئی اور جائداد پیدا کروں یا حاصل کروں تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد اسکے علاوہ ثابت ہو۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ فقط۔ العبد۔ عبدالمنان بقلم خود۔

(۱) گواہ شد۔ A. n. m. Bahauddin Haqq 29A Ismail St Calcutta. 18.4.43

(۲) گواہ شد۔ دوست محمد شاہد امیر جماعت احمدیہ کلکتہ ۱۸/۴/۴۳ (Present Address:- Dep. of Supply, C.A.P. Division, 6 Esplanade East, Calcutta)

نمبر ۶۶۲۶۔ منکہ سید محمود ولد میاں متولی۔ قوم اوان۔ پیشہ تجارت۔ عمر اکتالیس سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن لی مارکیٹ کراچی۔ ڈاکخانہ و ضلع خاص صوبہ سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جدی جائیداد کوئی نہیں ہے۔ میں نے ایک مکان خام مبلغ دو صد روپے میں موضع نڈھی بستی تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ میں خرید کیا ہوا ہے اسکے علاوہ تقریباً انیس کنال زمین زیر کاشت میرے پاس مبلغ آٹھ صد روپیہ میں رہن ہے۔ اس میں سے چار کنال نڈھی بستی میں واقع ہے۔ اور باقی گیارہ کنال اور چار کنال موضع سیہاں واکٹھا تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ میں واقع ہے۔ اس وقت میرا گذارہ تجارت پر ہے۔ میں لی مارکیٹ کراچی میں برف و سوڈا واٹر فیکٹری کا مالک ہوں میری ماہوار آمد تقریباً -/۸۰ روپے ہے۔ میں اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ ماہ بماہ انشاء اللہ تعالے ادا کرتا رہوں گا۔ اور اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع باقاعدہ دیتا رہوں گا۔ اور نیز میرے مرنے پر جو بھی میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ فقط ۲۸ ۳/۴۳۔ العبد۔ سید محمود بقلم خود۔ مالک سوڈا واٹر فیکٹری لی مارکیٹ کراچی ۲۸ ۳/۴۳۔ گواہ شد فضل احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کراچی ۲۸ ۳/۴۳۔ گواہ شد۔ امین الدین عباسی قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی شہر ۲۸ ۳/۴۳

نمبر ۶۷۴۶۔ منکہ دولت بی بی زوجہ حافظ عبدالغنی صاحب قوم رانجھ جٹ۔ عمر اندازاً پچاس سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن ۹ بلاک سرگودہا۔ ڈاکخانہ سرگودہا ضلع شاہپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:۔

میری جائداد صرف ایک جوڑی طلائی کڑے وزنی ساڑھے چار تولے۔ اور ایک جوڑی بالیاں طلائی وزنی ۸ ماشے ۶½ رتی اور چھلے طلائی وزنی ۴ تولے ڈیڑھ رتی ہیں جن کا کل مجموعی وزن نو تولے اور تین ماشے ہے۔ قیمت مطابق نرخ حال بحساب ۸/۶۵ روپے قریباً -/۶۰۶ چھ صد چھ روپے بنتی ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی ادائیگی کی وصیت کرتی ہوں۔ جو کہ مبلغ ساٹھ روپے دس آنے بنتا ہے یا وزن کے لحاظ سے بالیاں طلائی مذکورہ وزنی ۸ ماشے ۶½ رتی اپنی سونے کی صورت میں بطور حصہ جائداد ادا کر کے بقیہ حصہ جائداد بصورت نقد ادا کرنے کا وعدہ کرتی ہوں انشاء اللہ تعالیٰ۔ العبد۔ نشان انگوٹھا موصیہ مساۃ دوست بی بی۔ گواہ شد۔ فضل احمد اے۔ ڈی۔ آئی مدارس سرگودہا۔ گواہ شد۔ شیر علی عفی عنہ۔

نمبر ۶۷۲۴۔ منکہ حشمت علی ولد بابو غلام محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت۔ عمر ۱۸ سال ۸ ماہ۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن فیروز پور شہر۔ ڈاکخانہ فیروز پور شہر۔ ضلع فیروز پور۔ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ نو ماہ ہجرت ۱۳۲۲ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری اس وقت کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ جائداد منقولہ مبلغ پچپن روپے -/۵۶ بدامانت ذاتی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں جمع ہیں۔ میں اسکے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری آمد اوسطاً -/۶۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائے گی۔ گواہ شد۔ محمد جمیل خان محاسب جماعت احمدیہ فیروز پور شہر ۹ ۵/۲۲۔ العبد۔ حشمت علی مورخہ ۹ ۵/۲۲ ملتانی گیٹ۔ دھوبی محلہ فیروز پور شہر۔ گواہ شد۔ نور الحق انور فیروز پور شہر ۹ ۵/۲۲

نمبر ۶۶۹۹۔ منکہ محبوب الٰہی ولد جناب میاں نذیر احمد صاحب ٹھیکیدار قوم کھچی جٹ۔ پیشہ ملازمت شعر بیس سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن منڈی چک جمرہ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور۔ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ اکیس ماہ مئی ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

(ا) میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ خدا کے فضل سے میرے والد صاحب اسوقت زندہ ہیں بدیں وجہ ان سے مجھے کسی قسم کی کوئی جائداد تا حال حاصل نہیں ہوئی۔ انکی جائداد میں اس وقت میرے دو بھائی بھی برابر کے شریک اور حصہ دار ہیں۔ (ب) میرا گذارہ اس وقت بسلسلہ ملازمت سرکار ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مجھے مبلغ چالیس -/۴۰ روپیہ ماہوار شرح سے ملتی ہے۔ اس کے ساتھ مہنگائی الاؤنس مبلغ -/۱۳/۸ روپیہ ماہوار ملتا ہے۔ گویا اس وقت مجھے مبلغ -/۵۳/۸ روپیہ ماہوار ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ۔ اسکے علاوہ یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط۔ مورخہ ۲۱ ۵/۴۳۔ گواہ شد۔ بقلم خود حکیم

نذیر احمد برق خاندانی طبیب ساکن چک ۱۹۵ رکھ ڈاکخانہ چک ۲۰۲ رکھ ضلع لائلپور۔ حال وارد شہر لاہور ۲۱/۵/۴۳۔ العبد بقلم خود محبوب الٰہی۔ بی۔ اے۔ کلرک دفتر فنانشل کمشنر لاہور۔ بتاریخ ۲۱ رمئی ۱۹۴۳ء۔ گواہ شد۔ عبداللطیف اوورسیر احمدی ڈسچارج ڈویژن ہرگنگا رام بلڈنگ۔ دی مال لاہور ۲۱/۵/۴۳

نمبر ۶۷۲۵۔ منکہ فضل محمد ولد میاں خیرالدین صاحب مرحوم قوم راجپوت بھٹی۔ پیشہ ملازمت عمر تقریباً چالیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن قادیان۔ ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور۔ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۵/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) ایک مکان پختہ واقع محلہ دارالفضل قادیان قیمتی اندازاً چھ صد روپیہ -/۶۰۰۔ (۲) نقد جو اس وقت موجود ہے۔ آٹھ صد ستر روپیہ -/۸۷۰۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمدنی اوسطاً ایک صد روپیہ ہے۔ میں اپنی کل جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے بعد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

نوٹ:۔ حصہ جائداد سے جو رقم میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرا دوں وہ حصہ وصیت سے منہا سمجھی جاوے۔ فقط۔ العبد فضل محمد ولد میاں خیرالدین صاحب مرحوم ساکن محلہ دارالفضل قادیان۔ حال وارد محلہ باؤلی رام دیال۔ فیروزپور شہر۔ گواہ شد۔ محمد صدیق واقف زندگی، دارالمجاہدین قادیان۔ ۲۲/۵/۴۳۔ گواہ شد۔ جمعدار محمد رشید الدین احمدی محلہ دارالرحمت قادیان +

نمبر ۶۷۲۹۔ منکہ عبدالرحیم عرف نذیر احمد ولد چوہدری عبداللہ خاں مرحوم۔ قوم راجپوت۔ پیشہ طالب علمی۔ عمر تخمیناً بیس سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن موضع ماڑی بوچیاں۔ ڈاکخانہ سری ہرگوبند پور ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ حال دارالفضل قادیان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ رمئی ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

کہ موضع ماڑی بوچیاں میں میری کچھ مشترکہ زمین ہے جس میں سے تقریباً ۱۴ اکنال زمین موروثی اور جدی طور پر میرے حصہ میں آتی ہے۔ اور ۱۱ گیارہ کنال رہن بالقبضہ کے طور پر۔ یہ اراضی کچھ بارانی ہے اور کچھ نہری ہے۔ جدی ملکیت اور موروثی ۱۴ اکنال کی قیمت تخمیناً -/۶۵۰ روپیہ اور رہن ۱۱ اکنال کی قیمت اکیسو نوّے ۱۹۰/ روپیہ ہے اس کے علاوہ ایک مشترکہ کچا مکان ہے جسکے چوتھے حصہ کا میں مالک ہوں۔ میرے حصہ مکان کی قیمت اندازاً یکصد روپیہ ہوگی۔ فی الحال میری کوئی آمدنی نہیں عنقریب میں شوز کا کام شروع کرنیوالا ہوں۔ میری وفات پر جسقدر میری جائداد ثابت ہو۔ اُس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز میں اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ بھی بطور حصہ وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہونگا۔ اگر میں اپنی زندگی میں جائداد کے حصہ کی پوری یا جزوی قیمت ادا کر دوں تو وہ مجری کر کے میرے ورثاء کا فرض ہوگا باقی حصہ جائداد کا یا اگر انجمن مذکورہ رضامند ہو تو اس کی قیمت انجمن کے حوالہ کر دیں۔ فقط

گواہ شد۔ محمد حسین خاں حقیقی ماموں عبدالرحیم نذیر موصی العبد۔ عبدالرحیم نذیر ولد چوہدری عبداللہ خاں۔ گواہ شد۔ محمد خاں بقلم خود ماموں عبدالرحیم موصی۔ پتہ:۔ فقیر منزل ریلوے روڈ دارالفضل قادیان +

نمبر ۶۷۳۴۔ منکہ محمد شفیع احمدی ولد عبدالمجید خان صاحب قوم پٹھان کمال زئی۔ پیشہ ملازمت فٹر۔ عمر بیس سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن قادیان محلہ دارالفتوح۔ ڈاکخانہ قادیان۔ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

منکہ محمد شفیع ولد عبدالمجید صاحب میوہ فروش۔ قوم کمال زئی پٹھان احمدی۔ پیشہ ملازمت عمر بیس سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں۔ کیا غیر منقولہ یا منقولہ۔ میرا گذارہ آمد پر ہے۔ میری ماہوار تنخواہ پچپن ۵۵ روپیہ ہے میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی میرے مرنے کے بعد کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کو وصیت حق ہوگا۔ نیز اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اسپر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ اگر کوئی میری آمدنی میں کمی بیشی ہوئی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ فقط۔ العبد۔ محمد شفیع احمدی حال کولمبو ساکن قادیان ولد عبدالمجید خاں صاحب میوہ فروش۔ احمدی محلہ دارالفتوح بقلم خود ۱۵/۳/۴۳۔ گواہ شد بشیر احمد احمدی ولد غلام محمد سکنہ بنگل باغبان ڈاکخانہ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ حال کولمبو ۵۵ ایم ورکشاپ کمپنی۔ آئی۔ اے او سی بقلم خود۔ گواہ شد۔ نشان انگوٹھا عبدالمجید خانصاحب سابق میوہ فروش دارالفتوح قادیان +

نمبر ۶۷۳۶۔ منکہ عزیز بی بی زوجہ قاضی محمد شفیع قوم عباسی قریشی۔ پیشہ خانہ داری۔ عمر ۵۰ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء۔ ساکن دوبرجی۔ ڈاکخانہ نوشہراں ورکاں ضلع گوجرانوالہ۔ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ رابریل ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

منکہ عزیز بی بی زوجہ قاضی محمد شفیع قریشی عباسی عمر ۵۰ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن دوبرجی۔ ڈاکخانہ نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ حال مہاجر قادیان محلہ دارالبرکات شرقی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ مورخہ ۲۹۔ اپریل ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ کہ میرا مہر مبلغ پانصد روپیہ نصف جسکے ڈھائی صد روپیہ ہوتے ہیں میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس مہر کا ۱/۱۰ حصہ یعنی پچاس روپے اپنی زندگی میں ہی ماہ بماہ قسط وار ادا کر دونگی۔ اگر کسی وجہ سے ادا نہ کر سکوں تو اس رقم کا ذمہ وار میرا خاوند ہوگا۔ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی زیور نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی جائداد ہے۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد میری ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الدُّعَآءُ۔ گواہ شد۔ محمد شفیع عباسی مدرس مدرسہ ٹھہ ڈھڈہ بقلم خود خاوند موصیہ۔ مہاجر قادیان ۲۹/۴/۴۳ العبد۔ الامۃ عزیز بی بی بقلم خود۔ گواہ شد۔ رحمت اللہ بقلم خود ۲۹/۴/۴۳ +

نمبر ۶۷۴۱۔ منکہ صاحب خاتون زوجہ پیرن خاں لسکانی۔ قوم لسکانی بلوچ۔ پیشہ جولاہا۔ عمر ۴۰ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۳۷ء ساکن چاہ گلگوٹو موضع بگڑ۔ ڈاکخانہ کوٹ چھٹہ ضلع ڈیرہ غازیخاں صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۴/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ میری جائداد اس وقت صرف دو عدد بُندے چاندی کے وزنی تین تولے قیمت جنکی مبلغ تین روپے ہے۔ اور دو عدد چوڑی چاندی کی وزنی تین تولے قیمت جن کی مبلغ تین روپے ہے۔ اور ایک مادہ گاؤ ملدان دودھی برنگ سفید دُم سیاہ۔ سینگ تین انگشت۔ داغ سرکاری موضع بگڑ تھانہ کوٹ چھٹہ ضلع ڈیرہ غازیخاں کا لگا ہوا ہو اس وقت معلوم نہیں ہوتا جس کی قیمت مبلغ چالیس روپیہ ہے۔ ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ صرف میں اپنے ہاتھ سے جولاہا کا کام کرتی۔ اُسکی بھی آمد کا ۱/۱۰ حصہ وصیت کرتی ہوں۔ اور میں اس بات کا اقرار کرتی ہوں۔ کہ جب تک میں زندہ رہونگی اپنی مذکورہ بالا جائداد کی آمد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتی رہونگی۔ اور میرے مرنے کے بعد اگر میری کوئی اور جائداد ملکیتی یا موروثی ہو۔ تو صدر انجمن احمدیہ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔ یہ اقرار کہ اگر ان کی قیمت میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں کر دوں۔ تو وہ رقم منہا کر دی جائیگی۔ فقط۔ ۱۶ اپریل ۱۹۴۳ء۔ مسماۃ صاحب خاتون۔ نشان انگوٹھہ موصیہ گواہ شد۔ مرید احمد ولد پیار خان لسکانی بقلم خود۔ گواہ شد غلام حیدر ولد یار محمد لسکانی بقلم خود۔ تحریر کنندہ عبدالقدوس ولد سیکرٹری مال بستی رنداں ڈاکخانہ کوٹ چھٹہ ضلع ڈیرہ غازیخاں موصی بقلم خود +

نمبر ۶۷۵۸۔ منکہ جلال الدین ولد میاں خیرالدین مرحوم قوم ارائیں۔ پیشہ ملازمت۔ عمر ۱۹ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن قادیان۔ ڈاکخانہ خاص۔ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۵/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ اس وقت میری ملکیت میں کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ اس وقت میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو اب اکیسو روپیہ ہے میں آئندہ اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہونگا۔ نیز میری وفات کے بعد میرا ترکہ ثابت ہوا سکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اسکی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ

ادا شدہ شمار ہوگا۔ فقط۔ العبد۔ جلال الدین بقلم خود۔
گواہ شد۔ محمود احمد احمدیہ میڈیکل ہال قادیان۔
گواہ شد۔ ظہور احمد دارالرحمت قادیان ✦

نمبر ۶۷۵۹۔ منکہ حافظ نذیر احمد ولد میاں نورالدین صاحب قوم گجر لیوال۔ پیشہ ملازمت عمر ۵۵ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۳۷ء ساکن بانٹھ۔ حال کاپتہ گڑھی شاہو۔ مکان نمبر ۱۴۔ احاطہ نمبر ۷ چوہدری محمد موسےٰ بلڈنگ لاہور۔ ڈاکخانہ دولت نگر ضلع گجرات صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۶/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت غیر منقولہ جائداد میں سے دس کنال اراضی زرعی جو ہم چار بھائیوں میں مشترک ہے میرے حصہ کی زمین اڑھائی کنال قیمتی ڈیڑھ صد روپیہ ہے۔ اور ایک مکان خام پختہ قیمتی دو صد روپیہ جس میں سے میرا حصہ پچاس روپیہ ہے۔ کل دو سو روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری موجودہ تنخواہ ۷۰ ہے جو کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ الاؤنس پچیس روپیہ ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو حصہ میں اپنی زندگی میں ادا کر دوں۔ تو وہ میری زمین اور مکان کا حصہ ادا سمجھا جاویگا۔ اس کے علاوہ میرے مرنے پر میری جو بھی جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ الراقم۔ حافظ نذیر احمد بقلم خود۔ گواہ شد۔ فیض کریم خاں سیکرٹری تعلیم و تربیت حلقہ محمد نگر میور روڈ لاہور۔ گواہ شد۔ عبدالرزاق گڑھی شاہو لاہور ۱۱/۳ ✦

نمبر ۶۷۶۲۔ منکہ جان محمد ولد چوہدری رحمان خان قوم گجر پیشہ زمیندارہ عمر پچاس سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۳۱ء۔ ساکن بھینی میلواں ڈاکخانہ کاہنووان ضلع گورداسپور۔ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ جون ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت جائداد غیر منقولہ ستاسٹھ ۶۷ گھماؤں زمین ہے۔ جس میں سے کچھ حصہ زمین غیر زرعی بھی رہا ہے۔ باقی قابل زراعت ہے۔ نیز دس مرلہ ایک ٹکڑہ اسفید زمین قادیان محلہ دارالبرکات میں رہائش کے لئے لے رکھی ہے۔ جس کی قیمت خرید مبلغ ۳ صد روپیہ ہے۔ علاوہ ازیں رہائشی مکانات ہیں جو دریا کے کنارے پر ہونے کے باعث مستقل جائداد نہیں سمجھی جاسکتی۔ کیونکہ پانی کے بہا لیجانیکا خطرہ ہر وقت رہتا ہے۔ تاہم ان کی قیمت مبلغ تین صد روپیہ ہے اس سب جائداد کا ۱/۱۰ حصہ وصیت کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر میں اپنی وصیت کردہ زمین کی قیمت ادا کر دوں تو اس زمین پر قبضہ رکھوانگا اور نہ صدر انجمن احمدیہ اسکی ہر طرح سے مالک ہے۔ اور میرا کوئی رشتہ دار اس میں حارج نہیں ہو سکتا۔ نیز اقرار کرتا ہوں کہ اگر میری وفات کے وقت کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ خاکسار۔ جان محمد احمدی۔ گواہ شد۔ نور احمد کلرک بیت المال قادیان۔ گواہ شد۔ محمد نذیر قریشی مبلغ سلسلہ احمدیہ ساکن دارالرحمت قادیان ۱۴/۶/۴۳ ✦

نمبر ۶۷۶۹۔ منکہ شیخ عبدالقیوم ولد مولوی عبداللہ مرحوم شیخ صدیقی۔ پیشہ ملازمت۔ عمر ۳۸ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن موضع جمگاؤں۔ ڈاکخانہ پورینی ضلع بھاگلپور صوبہ بہار۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ مئی ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے:۔

زمینداری موضع جمگاؤں پرگنہ کہلگاؤں تھانہ کوتوالی جس کی تفصیل کا مجھے صحیح علم نہیں جس کی کل قیمت تخمیناً مبلغ ایکہزار روپیہ ہوگی۔ اس زمینداری پر ایک پختہ مکان ہے۔ جو میں اپنی بیوی کو زبانی طور پر حق مہر میں دے چکا ہوں۔ ڈگری کرانی باقی ہے۔ اس زمینداری کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی لیکن میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اسوقت ٹاٹا آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی جمشید پور کے جنگی الاؤنس شامل کرکے چھیاسٹھ روپیہ ماہوار ملتا ہے۔ میں نازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہوگی اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ العبد عبدالقیوم بقلم خود۔ گواہ شد۔ بشیر احمد جنتائی بقلم خود سیکرٹری وصایا جمشید پور۔ گواہ شد۔ عبدالقدیر بقلم خود ۹/۵/۴۳ ✦

نمبر ۶۷۸۰۔ منکہ امۃ الحفیظ بنت مولوی محمد شفیع صاحب موصی قوم قریشی فاروقی پیشہ خانہ داری۔ کنواری عمر تقریباً ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھیرہ محلہ معماراں ضلع شاہپور حال میانوالی صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۵/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میرے مرنے کے بعد جسقدر جائداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کیجاویگی۔ اسوقت میری جائداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) زیورات طلائی سات تولے قیمتی چھ صد روپیہ (۲) نقد مبلغ یکصد روپیہ۔ کل مبلغ سات صد روپیہ بنا جس کا دسواں حصہ مبلغ ۷۰ روپے ہوتے ہیں۔ مبلغ ۲۵ روپے نقد ادا کر رہی ہوں باقی مبلغ ۴۵ روپے میرے ذمہ ہیں۔ مجھے اپنے والد سے اڑھائی روپیہ ماہوار جیب خرچ ملتے ہیں۔ اسکا دسواں حصہ ماہ بماہ ادا کرتی رہونگی۔ فقط۔ العبد امۃ الحفیظ بقلم خود مؤرخہ ۱۳/۵/۴۳
گواہ شد۔ محمد شفیع موصی بقلم خود قریشی احمدی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ میانوالی والد عزیزی امۃ الحفیظ۔ گواہ شد۔ احمد شفیع قریشی سیکرٹری جماعت احمدیہ میانوالی بقلم خود ۱۳/۵/۴۳ ✦

نمبر ۶۷۸۱۔ منکہ عطیہ بیگم زوجہ احمد شفیع قریشی جنرل مرچنٹ میانوالی قوم قریشی فاروقی پیشہ خانہ داری عمر تقریباً بیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھیرہ محلہ معماراں ضلع شاہپور حال میانوالی ڈاکخانہ میانوالی ضلع میانوالی صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ مئی ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائداد میرا حق مہر مبلغ یکصد روپیہ (۱۰۰) ہے جسکا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اور میں اسمیں سے مبلغ پندرہ (۱۵) روپیہ کی پیکیٹ اپنی وصیت میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے علاوہ کوئی رقم اپنی زندگی میں ادا کرکے رسید حاصل کروں تو اسے حصہ وصیت میں منہا سمجھا جاویگا۔ اور اگر میری وفات کے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔
الامۃ خورشید بیگم۔ گواہ شد۔ صفدر علیخاں سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ گواہ شد۔ محمد احمد مجتبیٰ اسو واقف تحریک جدید قادیان۔ گواہ شد۔ سید عبدالحمد شاہ موصی نمبر ۲۰۲۳۔ گواہ شد۔ مدد خاں انسپکٹر بیت المال ✦

نمبر ۶۷۹۳۔ منکہ مبارک بی بی زوجہ غلام نبی صاحب قوم زمیندار جٹ پیشہ زمینداری خانہ داری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن بھاگووال ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ستروہی ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے اور مہر ایکسو (۱۰۰) روپیہ ہے اس کا تمیں فیصدی حصہ بطور وصیت ادا کرتی ہوں۔ اگر میری زندگی میں اور کوئی جائداد ثابت ہو تو اسکو بھی ادا کرتی رہونگی اور اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائداد ثابت ہو تو اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد۔ نشان انگوٹھا مبارک بی بی موصیہ بھاگووال ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد۔ علی محمد احمدی موصی موضع نگھا نوالی ڈاکخانہ پھلوارہ ضلع سیالکوٹ بقلم خود علی محمد۔ گواہ شد۔ چوہدری غلام نبی ولد چوہدری نواب خاں موصی صحابی خاوند موصیہ مبارک بی بی ۱۷/۵/۴۳ ✦

نمبر ۶۸۰۲۔ منکہ نورالدین ولد شیخ پیرا ذات شیخ قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن پٹھانکوٹ ڈاکخانہ پٹھانکوٹ۔ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ اسٹرہی ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ دو مکانات واقع محلہ رائیں مشمولہ پٹھانکوٹ مالیتی ۲۴۰/- روپیہ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اسوقت میرا گذارہ ماہوار تنخواہ و ہنگامی الاؤنس جملہ ۱۱۵ روپے پر ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی